سوال

(45) توسیع کے لیے مسجد گرا کر دوسری جگہ پر مسجد تعمیر کرنا :

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مسجد خام وچھوٹی سلف سے موجود تھی، جس کی دیواروں کو ایک رئیس نے، جو وہاں کا متولی اور نگہبان تھا، بقصد تعمیر پختہ و وسیع توڑ ڈالا۔ اب ظاہر ہوا کہ جانب جنوب و شمال کچھ قبریں اس کی دیوار سے اس طرح لاحق ہیں کہ اگر صحن وسیع کیا جائے گا مطابق وسعت مسجد کے تو وہ قبریں وسطِ صحن میں پڑ جائیں گی اور اس کے پچھم طرف ہنود کے مکان ہیں کہ وہ ہرگز نہیں دے سکتے۔ اگر دوسری جگہ مسجد بنائی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جب کوئی زمین ایک بار مسجد قرار پا چکی تو اب وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہوگئی، اس کا مسجد ہونا باطل نہیں ہوسکتا۔ ایسی حالت میں دوسری جگہ مسجد تو بنانا ناجائز نہیں ہے، لیکن اول مسجد کی جگہ چھوڑ دینا اور اس کے مسجد ہونے سے دست بردار ہوجانا یا اس کی جگہ کوئی اور چیز بنوانا، جس سے اس جگہ کے احترام میں فرق آئے اور جُنب اور حائض وغیرہما اس میں جانے کے مجاز ہوجائیں، یہ امر بالضرور ناجائز ہے۔ مذہبِ احناف میں یہی مفتی بہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری (۲/۵۴۷ مطبوعہ بندر ہوگلی) میں ہے :

"ولو کان مسجد فی محلة، ضاق علیٰ أهله، ولا یسعهم أن یزیدوا فیه فسألهم بعض الجیران أن یجعلوا ذلک المسجد له، لیدخله فی داره، و یعطیهم مکانهم عوضا ما هو خیر له، فیسع فیه أهل المحلة، قال محمد : لا یسعهم ذلک، کذا فی الذخیرة"

[اگر ایک محلے میں مسجد ہو، جو وہاں کے رہنے والوں کے لیے تنگ ہوگئی ہے اور وہ اس میں اضافہ کرنے کی استطاعت بھی نہیں رکھتے تو ان سے ایک ہمسایہ کہے کہ وہ یہ مسجد اسے دے دیں، تاکہ اس (جگہ) کو اپنے گھر میں شامل کرلے اور وہ اس کے بدلے میں انھیں اس سے بہتر جگہ دے دے، جو اہلِ محلہ کے لیے کافی ہو، امام محمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان کے لیے اس عمل کی گنجایش نہیں ہے]

(صفحہ : ۵۴۸) میں ہے : "فی وقف الخصاف : إذا جعل أرضه مسجداً وبناه، وأشهد أن له إبطاله و بیعه، فهو شرط باطل، ویکون مسجداً"[1] اھ [جب ایک شخص اپنی زمین مسجد کو دے دے اور اس کو تعمیر کرے اور گواہ بنائے کہ وہ اس کو ختم بھی کر سکتا اور بیچ بھی سکتا ہے تو یہ شرط باطل ہے اور وہ مسجد ہی رہے گی] نیز اسی صفحہ میں ہے :

"وإذا خرب المسجد، واستغنیٰ أهله، وصار بحیث لا یصلی فیه، عاد ملکا لواقفه أو لورثته، حتی جاز لهم أن یبیعوه أو یبنوه دارا، وقیل : هو مسجد أبداً، وهو الأصح، کذا فی خزانة المفتین۔ فی فتاویٰ الحجة : لو صار أحد المسجدین قدیما، وتداعیٰ إلی الخراب فأراد أهل السکة بیع القدیم، وصرفه فی المسجد الجدید فإنه لا یجوز۔۔۔ الخ"[2]

[جب مسجد ویران ہوجائے اور وہاں رہنے والے اس سے بے نیاز ہوجائیں کہ وہاں نماز بھی نہیں پڑھی جاتی تو وہ اس کو وقف کرنے والے یا اس کے ورثا کی دوبارہ ملکیت بن جائے گی، حتیٰ کہ ان کے لیے اسے بیچنا یا اسے گھر بنانا جائز ہوگا، لیکن ایک قول کے مطابق وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہی رہے گی اور یہی زیادہ صحیح ہے، جیسا کہ "خزانۃ المفتین" میں ہے۔ فتاویٰ الحجہ میں ہے کہ اگر دو مسجدوں میں ایک بہت پرانی ہوجائے اور ویرانی کا شکار ہوجائے تو محلے والے چاہیں کہ پرانی کو بیچ کر اس (کی آمدنی) کو نئی مسجد میں صَرف کر دیں تو یہ جائز نہیں ہے]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ: 105

محدث فتویٰ

---

[1] الفتاویٰ الهندية (۲/۴۵۷)

[2] الفتاویٰ الهندية (۲/۴۵۸)